مقام مسجد اور اس کا کردار

تحریر: مولانا محمد ادریس سلفی

قسط نمبر۲

مسجد صرف نماز ہی کے لئے نہیں۔ بلکہ اسے زمام امت سونپ دی گئی ہے جسے ہم نے بلا روح روایتی نماز تک محدود کرلیا ہے۔ قرآن پاک کی نظر میں مساجد ذکرالٰہی کے لئے موزوں ترین جگہ ہے اور اس لائق کہ اسمیں آدمی پاک صاف ہی نہیں بلکہ وضع قطع عمدہ بنا پر حاضری دے۔

ارشاد ربانی ہے

یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد و کلوا و اشربوا و لا تسرفوا انه لا یحب المسرفین" (اعراف)

اے اولاد آدم (علیہ السلام) ہر نماز کے لئے وقت اپنے آپ کو آراستہ کرلیا کرو۔ اور کھاؤ پیو اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ حد سے آگے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور مساجد اس لائق ہیں کہ اس "وحدہ لا شریک" کے علاوہ کسی سے التجا پکار ان میں نہ کی جائے ان کو آباد کرنا دلیل ایمان ہے۔

"انما یعمر مساجد الله من آمن بالله والیوم الاخرو اقام اصلوة واتی الزکوة ولم یخش الا الله فعسی اولئک ان یکونوا من المهتدین"

اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو صرف وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں نماز کی پابندی کرتے اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ وہ لوگ ہدایت پانے والوں میں سے ہوں۔

مساجد میں عباداللہ کو عبادت سے منع کرنا سب سے بڑا ظلم قرار دیا گیا ہے۔" و من

اظلم ممن منع مساجد الله ان یذکر فیها اسمه وسعی فی خرابها اولئک ما کان لهم ان یدخلوها الا خائفین لهم فی الدنیا خزی ولهم فی الاخرة عذاب عظیم۔ (بقرۃ)

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جو مسجدوں میں اللہ تعالیٰ کا نام لینے سے منع کرے اور ان کی بربادی میں کوشاں ہو' ان لوگوں کو تو زیبا تھا کہ ان (مقامات) میں ہیبت وخوف کے ساتھ داخل ہوتے ان کے لئے دنیا میں ذلت وخواری ہے اور آخرت میں بہت بڑا عذاب ہو گا۔

یہ ذکر الٰہی کے لئے مخصوص مقامات مقدسہ ہیں جیسا کہ ایک حدیث میں آیا ہے دنیا میں سب سے محبوب ترین قطعہ ارضی خالق کے نزدیک مساجد ہیں اور گھٹیا ترین جگہ بازار ہیں۔ ہاں ذکر الٰہی سے مراد بالاولیٰ اذان اور نماز کا قیام ہے لیکن کیا ذکر الٰہی اسی میں محدود ہے؟ ہرگز ایسا نہیں بلکہ ہر وہ ذریعہ جو نام مبارک کی بڑائی' بلندی' رفعت و تقدیس کا باعث ہو ذکر الٰہی ہے گویا ہر وہ عمل جو شریعت محمدی کے رفع وبلندی اور حصول رضائے الٰہی کا موجب ہے اس مقدس جگہ میں بجالانا اکا آباد کرنا اور بلند کرنا ہے۔

اسوہ رسول ﷺ میں اسے کیا اہمیت و مقام ملا اور کونسے معاملات اس میں انجام پائے گئے اس کی تفاصیل آپ کے پند و نصائح' تذکیرو احکام قضایا و معاملات اور اعداد جنود کی صورت میں احادیث میں جابجا ملتے ہیں آپ نے مسجد کو دینی تعلیم کا مرکز بنایا۔ وحی کی تشریح و تعبیر جو مجالس علم اور خطبات کی صورت میں ہوئی مسجد ہی کے حصہ میں آئی آپ نے مجالس علم کا مسجد میں بندوبست کرنے کی تلقین اور ترغیب دیتے ہوئے فرمایا۔ ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت الله یتلون کتاب الله ویتدا رسونه بینهم الانزلت علیهم السکینة وغشیتهم الرحمة وحفتهم الملائکة وذکرهم الله فیمن عنده (مسلم)

یعنی جو لوگ مساجد میں کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور اسے آپس میں پڑھتے پڑھاتے ہیں ان پر رحمت اور سکون نازل ہوتا ہے انہیں فرشتے گھیرے میں لے لیتے ہیں

معبود برحق ان کا تذکرہ اپنے مقربین میں فرماتے ہیں۔

آپ تذکیر کی مجالس یہیں منعقد فرماتے ہیں جن میں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھیڑ بھاڑ کے ساتھ قرب و جوار میں آنے کی کوشش کرتے۔ آپ نے یثرب میں آنے کے بعد پہلی فرصت میں مسجد تعمیر کروائی۔ کیونکہ مختلف اوطان کے مسلمانوں کو اکٹھا کرنے اور اجتماعی امور میں رہنما اصول، دینی ودنیاوی ہدایات کا مرکز اسے ہی قرار دینا تھا۔ تاکہ انقلاب خیز تحریک کو پروان چڑھایا جائے۔ مسجد رسول ﷺ پنجگانہ نماز، خطبات جمعہ کے علاوہ متعدد اغراض ومقاصد کے لئے کار آمد تھی مشاورت، تعلیم، فقہ، دعوت و تبلیغ کے پروگرام، اصلاح معاشرہ کے احکامات اور تنفیذ کی نگرانی یہیں سے ہوتی تھی۔ خالص تشریعی امور کے علاوہ حکومتی معاملات مختلف وفود جو مدینہ حاضر ہوتے آپ انکا استقبال یہیں کرتے۔ بلکہ مہمان خانہ ہی اکثر وبیشتر یہی ہوتا تھا ایسے وفود جو اسلام نہ لاچکے ہوتے بلکہ صرف آپ سے مناظرہ کرنے کی غرض لے کر آتے انہیں بھی مسجد سماجاتی تھی۔ عطیات وصدقات اور رفاہی امور کے لئے یہیں سے اعلانات جاری ہوتے۔ بلکہ تقسیم بھی اکثر وبیشتر یہیں سے ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ کے پاس مضر قبیلہ نے فاقہ کش لوگ آئے آپ نے نماز کا حکم دیا پھر خطبہ ارشاد فرمایا اور صدقات پر ابھارا۔ چنانچہ کافی مال اکٹھا ہوا وہیں آپ نے اس قافلہ میں تقسیم فرمایا مختصراً (مسند احمد)

مہاجرین کی معتدبہ تعداد باہر سے آنے والے لاچار ونادار مومنوں کے لئے مسجد ہی سے متصل خاص چبوترا بنا دیا گیا تھا۔ اس مہمان خانہ نبوی میں کم وبیش سو طلباء ومسافر اکثر قیام پذیر رہتے جن میں "راویۃ الاسلام" ابوہریرۃ بھی ہیں بلکہ عبداللہ بن عمرؓ جیسے نوجوان بھی رشتہ زواج میں منسلک ہونے سے قبل اکثر وبیشتر مسجد ہی کو مسکن قرار دیتے۔ (ترمذی)

مسجد رسول ﷺ میں مریضوں کے لئے بھی خیمہ جات نصب کئے جاتے۔ بلکہ جنگ کے بعد شدید زخمی آپ کی نگرانی ونگہداشت میں زیر علاج رہتے۔

عن عائشہ رضی اللہ عنہا قالت اصیب سعد یوم الخندق فی

الاکحل فضرب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیمۃ فی المسجد لیعودہ من قریب فلم یرعھم وفی المسجد خیمۃ من بنی غفار الدم یسیل الیھم فقالوا یااھل الخیمۃ ماھذا الذی یاتینا من قبلکم فاذا سعد یغذو جرحہ دما فمات فیھا (بخاری کتاب الصلوۃ باب الخیمۃ فی المسجد للمریض وغیرھم)

ام المومنین فرماتی ہیں کہ سعدؓ کے کولہے میں جنگ خندق کے دن زخم آگیا۔ آپ ﷺ نے نزدیک سے عیادت اور باز پرسی کے لئے ان کا خیمہ مسجد میں نصب کیا ان کے قریب بنو غفار کا خیمہ تھا۔ اچانک ان کے خیمہ میں بہتا ہوا خون گیا۔ انہوں نے کہا یہ تمہاری جانب سے کیسا خون آ رہا ہے معلوم ہوا کہ سعدؓ کے زخم سے خون پھوٹ رہا ہے آپؓ اسی حالت میں ''الرفیق الاعلیٰ'' سے جا ملے۔

مسلمانوں کے مابین صلح' فیصلہ جات اور پیش آمدہ معاملات کے بارہ میں احکامات یہیں سے صادر ہوتے تھے۔ نکاح کی مجالس بھی مسجد میں قائم کی جاتیں۔ جو کہ ایک اہم معاملہ ہے جسے عام نگاہوں کے سامنے قرار پانا چاہئے ایسے ہی لعان کے مشہور واقعہ کا مسجد میں فیصلہ ہوا تھا۔ مسلمانوں میں جب بھی کوئی واقعہ رونما ہوتا یا مشکل درپیش آتی آپ ﷺ نماز کے بعد اس کا حل یہیں ڈھونڈتے۔ اسی طرح مسجد خدمت اسلام میں اپنا عظیم پیغام دیتی رہی۔ بلکہ عہدہ برآ ہوتی رہی یہی وہ اساسی قطب تھا جس کے گرد ساری زندگی گھومتی تعلیم و تعلم اصلاح احوال توجیہات معیشت ہوں' یا معاشرت امور دنیا ہوں یا آخرت سب یہیں سے جلا پاتے گویا دنیاوی ہی نہیں بلکہ ''حیاۃ بعد الممات'' کی سعادت کی ذمہ داری اسی پر تھی۔ آپ ﷺ نے مسجد کو ہر اس غرض کے لئے استعمال کیا جو بھی ایک امت اور جماعت کی تقویت کے لئے ضروری تھا اور وہ صرف اسمیں نماز کا قیام اور خالص ذکر الٰہی کے حلقات یا دروس وعظ میں محدود نہ تھا بلکہ زندگی کے اکثر شعبہ جات کی رہنمائی اور تسدید کیلئے اسے استعمال کیا۔ مسجد کی بنا کا اصل مفہوم ومقصود اسے دے دیا جائے اور

وہ حقوق اسے حاصل ہو جائیں جو اس کی بنیاد میں مقصود و مراد ہیں تو نسلوں کی تربیت کے لئے یہی مسجد عظیم سے عظیم تر نتائج دے سکتی ہے مسجد اہل محلہ کے اجتماع کی جگہ ہے جہاں بار بار اجتماع، دین اسلام کے اصل منشور "قیام الجماعة باالامة" میں موثر ترین عامل ہے جب بچے بڑوں کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اسمیں جمع دیکھتے ہیں تو اسلامی معاشرہ کے بارہ میں اجتماعیت کے لحاظ سے ان کے نفوس میں جذبات اتحاد و اتفاق وتعاون پروان چڑھتے ہیں اور ایسے گروہ کے ساتھ انہیں انتساب سے ایک اندرونی رعب و وجاہت نصیب ہوتی ہے۔

بچہ مسجد سے اجتماعیت وشورائیت کا سبق حاصل کرتا۔ اپنوں کے احوال سے باخبر ہوتا ہے فقراء و مساکین کو قرب و جوار میں دیکھ کر اہل خیر تعاون کا ہاتھ ان کی جانب بڑھاتے ہیں اور الفت ومحبت کے ملے جلے جذبات تمام دلوں میں جاگزیں ہوجاتے ہیں اور ایسی جماعت پروش پاتی ہے جو واقعی مطلوب ہے اور ایسا معاشرہ تشکیل پاتا ہے جو واقعتاً المومن کالجسد الواحد کا نقشہ پیش کرے۔ جب اس میں خطبات اور علمی مواعظ سنتے ہیں تو اسلامی اقدار ان کے اذہان میں جاگزیں ہوجاتے ہیں اور زندگی کا اصل مقصود انمیں شعور پکڑتا ہے بچے مسجد میں قرآن پاک کی تعلیم وترتیل سے مستفید ہوتے ہیں جس کی بنا پر دینی اور معاشرتی دونوں افکار یکساں پروان چڑھتے ہیں چنانچہ اسلامی معاشرے کا ذہنی دستور العمل ان کے سامنے ہو جاتا ہے جس کی بنا پر دنیا و آخرت اور مالک کائنات کے ساتھ ربط مزید مستحکم و استوار ہوجاتا ہے مسجد میں دنیاوی پیش آمدہ مسائل کے متعلق علوم حدیث وفقہ سے شناسائی ہوتی ہے۔

مسجد لوجہ اللہ اور علی طاعۃ اللہ ملاقات کا بین ذریعہ اور ثبوت ہے اس میں اجتماعیت نہ کہ انفرادیت کا شعور خود بخود پروان چڑھتا ہے مثلاً جب موذن "حی علی الفلاح" پکارتا ہے مسلمان جوق در جوق چلے آتے ہیں جمع ہوتے ہیں فرض نماز کے لئے بلاوے پر آکر ایک دوسرے کا انتظار کرکے صفوف کی تنظیم و درستگی کے بعد اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری بجالاتے ہیں اور یہ شعور لاشعوری طور پر بلاتدریس و تلقین

کے ذہن میں پختہ ہوجاتا ہے کہ تمام دنیاوی امور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق مستحکم کرنے سے موخر ہیں۔ کسی امت وقوم کی بنیاد مستحکم ومضبوط کرنے میں بچوں کو صحیح سمت دے دینا۔ اگر معاون وممد ہے تو یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ مکتب کی ابتدائی تعلیم کے دوران ہی مدرس ذہین وفطین اور باذوق نونہالوں کو منتخب کرکے ان کے میولات کے مطابق مستقبل کی عمارت گری کرسکتا ہے۔ اور اس کے لئے اشغال دنیا سے بے نیاز طفل کم سن کو اپنے فطری جذبات کی عکاسی اور خداداد صلاحیتوں کو اجاگر کرتا دیکھ کر مدرس لعل وجواہر کو مالا میں نظم ونسق سے پروانا چاہئے تو ایک ہی نسل میں رجال کار اور دیدہ ور تیار کئے جاسکتے ہیں۔

مسجد سے تو گویا اہل محلہ ایک کنبہ کی شکل اختیار کرجاتے ہیں مسجد اہل ثروت کو سبق دیتی ہے کہ کمزور اور ضعفاء سے ہر وقت تعلی وتکبر اختیار کرنا ان کے بس میں نہیں ہے بلکہ وہ غرور وتکبر جو کبھی فطری طور پر پیدا ہوجائے فقراء کے ساتھ صف بندی اور برابری اختیار کرنے سے رفو چکر ہوسکتا ہے۔ فقراء یہ بات ذہن نشین کرسکتے ہیں کہ مالک ارض وسما کے سامنے ان کا اغنیاء کے ساتھ برابر کھڑا ہونا اس کی واضح دلیل ہے کہ دنیا میں تفاضل اور اونچ نیچ اس کی حکمت کے تابع ہے اس کی رضا کا سبب نہیں تب ہی تو اس کی بارگاہ میں فاضل ومفضول برابر کھڑے ہیں بلکہ یہاں کی مقتد اور معزز شخصیت کے قرب وجوار کا معیار "ان اکرمکم عنداللہ اتقاکم" کے قاعدہ کے تحت ہے کسی کے امیر وغریب ہونے کے لحاظ سے ذرہ بھر تفوق وامتیاز نہیں۔ غلام ہویا آزاد غنی ہو یا فقیر سب "یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثی" کا تصور عملاً ذہن نشین کئے ہوئے ہیں یہاں یہ تصور مضبوط سے مضبوط تر چاہئے کہ میرے ساتھ مالک کے جھکنے والے سب میرے بہتر سلوک کے حقدار ہیں یہ سب میری جماعت اور میرا گروہ ہے بلکہ سب "فی اللہ" میرے بھائی ہیں ان کے جملہ امور اور دکھ درد میں مجھے حصہ بٹانا لازمی ہے اجتماعیت جس کا سبق مسجد کا مقصد اول ہے ایک ایسا کارگر ہتھیار ہے جس کا نشانہ قطعا خطا نہیں جاتا جماعت من حیث الافراد خواہ کتنی ہی کمزور کیوں نہ ہو، جب اجتماعیت اختیار کرلیتی ہے تو ہر صورت میں قوت فائقہ حاصل کرلیتی ہے محلہ سے قریہ، قریہ سے شہر اور

شہر سے ملک و وطن اور پھر امت واحدہ کا تصور اسمیں ہی پروان چڑھتا ہے مساجد میں چھوٹے بڑے اجتماعات کا قیام اسی نظریہ کو قوت بہم پہنچاتا ہے۔ آپ نے فرمایا "صلوة الجماعة تفضل صلوة الفذ بسبع وعشرين درجة" بخاری نماز باجماعت منفرد ادا کرنے سے ستائیس درجہ افضل ہے۔ چنانچہ صلوۃ باجماعت کے متعلق آپ کی ترغیبات کے دوش بدوش ترک جماعت پر انتہائی سخت ترہیبات وارد ہوئی ہیں۔ عموی طور پر جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والے کے متعلق ارشاد ہے "من شذ شذ الى النار" (ترمذی)

اور آپ ﷺ ہم نے نماز باجماعت سے پیچھے رہنے والوں کے گھروں کو جلانے کا ارادہ فرمایا تھا۔ یہ تصور جمتہ المبارک میں اس سے کچھ وسیع صورت اختیار کر جاتا ہے جس کے تارک کے متعلق آپ نے فرمایا "من ترك ثلاث جمع تهاونا طبع على قلبه" جو تین جمعے بلاوجہ ترک کردے اس کے دل پر مہر لگا دی جاتی ہے۔ (ابوداؤد ترمذی)

مساجد میں چھوٹے بڑے اجتماعات کا انعقاد جو خاص عبادات کے زیر سایہ ہیں مسلمانوں کی انفرادیت کو ختم کرنے کا بڑا ذریعہ ثابت ہوتے ہیں نمازی مسجد سے نکلے تو اس کا یہ شعور پختہ ہوجانا چاہئے۔ کہ یہ سب میری جماعت میرا گروہ اور سب فی اللہ و للہ میرے بھائی ہیں ان کا اجتماعی کام میرا کام ہے ان کا دکھ درد بٹانا میری ذمہ داری ہے ہاں یہ خطیب وامام کی ذمہ داری ہے کہ مختلف چھوٹی مساجد میں جماعتی صورت اختیار کرنے والوں کو اس وسیع جماعت کے اغراض وفوائد سے روشناس کرائے اور اس حکمت کو فراموش کرنا ناقابل تلافی نقص بلکہ جرم ہوگا چہ جائیکہ جماعت اور جمعہ کو صرف انتشار کا ذریعہ بنالیا جائے۔ جو اصل مقصود کے ضیاع اور بنیان اسلام کے کمزور بلکہ انہدام کے مترادف ہوگا۔ بیشتر منتظمین نے ان ہی مقدس مقامات کو سیاسی اغراض ومقاصد کے لئے اپنی ملکیت سمجھ رکھا ہے اور اکثر خطباء و آئمہ نے مجالس علم واخلاق کی بجائے پند ونصائح کو معیشت کے استحکام کا ذریعہ بنالیا ہے اور یوں ان "رياض الجنة" میں ان کے مقاصد عالیہ کی جگہ

بقیہ صـ۱۸ پر